© rasailojaraid.com

Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 37, Sr.No.104, 2016 pp 139 - 144

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۷، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۶ء، شمارہ ۱۰۴

لاہور کے محلے اور کوچے بنام فنکاران و مصوران

ڈاکٹر کنول خالد☆

Abstract:

City of Lahore was a trade centre since ages. Traders from all over the world used to come and sell their products, which proved to be bloodline for the local art and crafts. Many forms of artistic expressions flourished here. Artists and artisans were encouraged and patronised by the rulers but these times of creativity ended when the Mughals lost control of the region and the city was plundered and looted both by the locals and foreigners. That's why we see no substantial work produced during the 18th century, in and around Lahore that could be worth mentioning. First half of 19th century again saw a peaceful Lahore under the rule of a Sikh ruler Maharaja Ranjit Singh who had a good eye for arts. This period proved to be revival of local arts in true sense. Artists and artisans enjoyed immense wealth and respect during the peak days of Lahore. Many areas, were named after them or their professions, a way to pay tribute to their contribution to the city.

Keywords: ضاعی گر، مصور، فنکار، زوال، سرپرستی، محلے، کوچے

شہر لاہور کے تخلیق کاروں کی تاریخ مسلسل اتار چڑھاؤ کا شکار رہی ہے۔ایک لمحہ تو یہ سورج کی کرنوں میں چمکتی دکھائی دیتی ہے اور دوسرا لمحہ اسے گمنام تاریکیوں میں لے جاتا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ تحقیق کے بعد یہ ثابت کیا جائے کہ تمام تر موافق و ناموافق حالات کے باوجود یہاں کا فنکار ایک سے بڑھ کر ایک نمونے تخلیق کرتا رہا ہے۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر (فائن آرٹس) گورنمنٹ گلبرگ کالج فار ویمن لاہور۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تجارتی وثقافتی اعتبار سے لاہور برصغیر کے داخلی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔صدیوں سے سیاح اور تاجر دنیا کے ہر کونے سے یہاں آتے رہے ہیں اور شہر کے بازاروں میں اپنا مال فروخت کرتے رہے ہیں۔ سامان تجارت کے علاوہ یہ لوگ اپنے اپنے علاقوں کے ثقافتی اثرات، کھانے، زبان اور صنعت کاری کے نمونے بھی لاتے جس کے نتیجے میں یہ شہر ان تمام علاقوں کی تہذیب وتمدن کو اپنے اندر سموتا چلا گیا۔بیسویں صدی کے ایک اہم تاریخ دان بھولا ناتھ اس دور کے بارے میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں، "مغلیہ دور حکومت میں لاہور ایک مشہور شہر تھا۔اس کے بازار لوگوں سے بھرے رہتے اور دور دراز سے لوگ یہاں کاروبار کرنے کے لیے آتے تھے۔عراقی گھڑ سوار اور افغانی اونٹ سوار سڑکوں پر عام دکھائی دیتے۔ترکی، فارسی، ہندی اور دیگر زبانوں کے اشتراک سے اردو زبان وجود میں آئی۔۔۔۔۔۔۔۔ ہر علاقے کی مصنوعات یہاں پائی جاتی تھیں۔کاشان کا چاندی اور پیتل کا کام، اصفہان کی شنیل، شیراز کے قالین، کابل اور کشمیر کی شالیں، بنارس کے مہین کپڑے، دمشق کی تلواریں اور ڈھالیں، مصر کے سونے اور چاندی کے برتن، تبت کی کستوری) مہک (چین کا ریشمی کپڑا، غرضیکہ ہر چیز یہاں کے بازاروں میں ملتی تھی"۔(۱)

تاجروں کے ایک اور گروہ کا تذکرہ ہمیں بھولا ناتھ کی تحریر میں نہیں ملتا اور وہ تھے انگریز جن کی ہندوستان میں آمدورفت اکبر کے دور سے بڑھ گئی تھی۔شروع میں یہ برصغیر میں صرف تبلیغی مقصد کے لیے آئے مگر جلد ہی ہندوستان کی دولت دیکھ کر ان کی آنکھیں چندھیا گئیں اور یہ تجارت کی طرف راغب ہو گئے۔آغاز میں یہ لوگ شیشے کا سامان، سادہ مشینیں، تصاویر(۲) اور دیگر چھوٹی چھوٹی چیزیں لے کر آتے اور جواباً یہاں سے مصالحہ جات، کپڑا وغیرہ لے کر جاتے۔ یورپ سے آئی مصنوعات نے بھی مقامی ہنرمندوں کو کافی متاثر کیا۔دنیا جہاں کی مصنوعات اور فن پاروں کی موجودگی میں ممکن تھا کہ مقامی فنکار اپنی شناخت کھو دیتے مگر ایسا نہیں ہوا۔اس تنوع کے باوجود یہاں کے لوگوں نے اعلیٰ درجے کی تخلیقات کیں۔

ایک اور حوالے میں یہ لکھا گیا، "سترھویں صدی کی تیسری دہائی میں لاہور ایک بڑا تجارتی مرکز تھا۔مصنوعات بنانے والے اپنا سامان لاہور کے گردونواح سے بھی لے کر آتے جس کو ازبک، تاتار، کشمیری اور آرمینیا کے تاجر خرید کر کابل، ایران اور مشرق وسطیٰ کے ممالک کو برآمد کرتے "(3)۔تجارتی مرکز ہونے کے علاوہ یہ شہر فنی اور ثقافتی تحریکوں کو بھی جلا بخشتا رہا۔فنکاران دنیا ہر کونے سے آکر لاہور میں بستے کیونکہ یہاں کے عوام نہ صرف فن شناس تھے بلکہ فن کے قدردان بھی تھا۔فنی صلاحیتوں کے مالک لوگ جب لاہوری عوام کے آگے اپنا لوہا منوا لیتے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت انہیں شہرت کی بلندیوں پر پہنچنے سے نہیں روک سکتی تھی۔

شہر لاہور کے کوچے اور محلے

امن کے زمانوں میں شہر کی آبادی میں کافی اضافہ ہو جاتا تھا۔اپنے عروج کے دنوں میں یہاں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چھتیس گزرگاہیں تھیں۔ جن میں سے نو اندرون دیوار اور ستائیس مشرق، جنوب اور شمال میں تھیں۔ (4) بعدازاں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بھی بہت ترقیاتی کام کروائے۔ مثلاً شہر کے قدیم داخلی دروازوں کی مرمت کروائی۔ اس کے علاوہ شہر کی دیوار کو تیس فٹ تک اونچا کروایا۔ سکھ دور کی تبدیلیوں کے بارے میں تحریر ہے،" رنجیت سنگھ نے اندرون شہر کو چھوٹے محلوں اور کوچوں میں تقسیم کر کہ ہر محلّہ کے ایک مقامی شخص کو اس علاقہ کا ذمہ دار بنا دیا۔ وہ تمام فنکار اور ہنر مند جو لاہور کو اس کی بدامنی کے باعث چھوڑ گئے تھے انہیں واپس لا کر مختلف محلوں میں آباد کیا گیا اور اکثر علاقوں کے نام وہاں پر کیے جانے والے کام پر رکھے گئے "۔(5) چند مشہور محلوں اور کوچوں کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔کوچہ نقارچیاں	2۔کوچہ دھوبیاں	3۔کوچہ شیرگراں	4۔کوچہ کماں گراں
5۔محلّہ نقاشاں	6۔کوچہ درزیاں	7۔کوچہ ماشکیاں	8۔کوچہ چابک سوراں
9۔کوچہ لوہاراں	10۔کوچہ نائیاں	11۔کوچہ کندی گراں	
12۔کوچہ گھنگھرو سازاں	13۔کوچہ دریائی بافتاں	14۔کوچہ منج کٹاں	15۔کوچہ وان کٹاں
16۔کوچہ چڑی ماراں	17۔کوچہ کمہاراں	18۔کوچہ کاغذیاں	19۔کوچہ پٹ رنگاں
20۔کڑہ تارکشاں	21۔کوچہ لکڑ ہاراں	22۔کوچہ تیزابیاں	23۔کوچہ کوفت گراں
24۔کوچہ مٹی پٹاں	25۔بازار شیشہ موتی	26۔کوچہ جوگیاں	27۔کناری بازار
28۔کوچہ خطاطاں	29۔کوچہ مصوراں	30۔کوچہ صحافاں	31۔کوچہ چرخ گراں
32۔کوچہ صدا کاراں	33۔محلّہ چہل بیبیاں	34۔کوچہ خرادیاں	35۔کوچہ شامی ہوکاں
36۔محلّہ دیا باف(6)			

اس فہرست میں تمام ایسے نام ملتے ہیں جو کسی محلے یا کوچے کے رہنے والے مکینوں کے پیشے کی وجہ سے رکھے گئے تھے۔ وہ لوگ جن کا تعلق خطاطی، نقاشی، مصوری اور کتابوں کی جلدیں بنانے سے تھا، وہ تمام اپنے اپنے محلوں میں رہتے تھے۔ یہ ایک بہت اچھوتی بات ہے کیونکہ پوری دنیا میں ہمیں کوئی ایسا شہر نہیں ملتا جس کے اتنے حصوں کے نام فنون لطیفہ سے متعلقہ ہوں جیسا کہ محلّہ خطاطاں، محلّہ مصوراں، محلّہ صحافاں وغیرہ۔ آج کے دور میں بھی جبکہ کتب وفن سے تعلق رکھنے والے افراد کو معاشرہ انتہائی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتا ہے، ہمیں ایسے کسی شہر کی مثال نہیں ملتی جبکہ شہر لاہور ایسی مثالوں سے بھرا ہوا ہے اور دلچسپ بات یہ کہ اکثر جگہوں کو آج بھی انہی قدیم ناموں سے جانا جاتا ہے۔ عبدالرحمٰن چغتائی، عبداللہ چغتائی، سری وستوا، مسرت حسن اور دیگر مصنفین کی تحریروں میں ہمیں لاہور میں رہنے والے بے شمار مصوران کے نام ملتے ہیں۔ احمد بخش یکدل بھی ان مصوروں کے نام اور ان کے محلے کے بارے میں لکھتا ہے،" میاں نور محمد نقاش، محمد امین، محمد صالح اور عبدالرشید نقاش کوچہ نقاشاں کے رہنے والے تھے جو اندرون لاہوری منڈی ہے"۔ (7) ہر ذات اور مذہب کے لوگ اکٹھے رہتے اور فنون لطیفہ سے متعلق زیادہ تر لوگ درج ذیل علاقوں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے:

1۔خرادی محلہ نزد محلہ رحمت اللہ 2۔چوہٹہ مفتی باقر 3۔گمٹی بازار

4۔کوچہ نقاشاں 5۔محلہ چابک سواراں

فنکار کی معاشرہ میں عزت واہمیت کا اس سے زیادہ شاندار ثبوت نہیں مل سکتا کہ شہر کی گلیوں محلوں کو ان کے ناموں اور کاموں سے منسوب کر دیا جائے۔ 1929 میں بننے والے برطانوی دور کے ایک نقشے میں بھی ہمیں گلیاں مصوروں کے نام کی ملتی ہیں مثلاً ۱۔ گلی شیخ بساون، بساون اکبر کے دور کا ایک اہم مصور تھا اور شیخ کا لفظ عزت کے طور پر ساتھ لگا دیا جاتا تھا۔ وہ اندرون لاہور کا رہنے والا تھا اور وہیں ایک گلی اس کے نام سے منسوب تھی۔ ایک اور نزدیکی گلی کا نام رحیم بخش مصور کے نام پر ہے۔(9)

موجودہ لاہور، قدیم دور کے لاہور کی نسبت بہت وسیع ہے مگر رقبہ میں اتنے اضافے کے باوجود صرف ایک گلی ملک کے مشہور کارٹونسٹ جاوید اقبال کے نام پر ہے (10)۔ باقی پورے شہر میں کہیں کسی مصور کا نام دکھائی نہیں دیتا۔

مغلیہ حکومت کا زوال برصغیر پاک وہند میں شدید شورشوں کا باعث بنا۔ لاہور بھی اس سے نہ بچ پایا اور بار ہا تباہی کا شکار ہوا۔ لوگ لاتعداد مرتبہ مقامی اور غیر ملکی عناصر کے ہاتھوں برباد ہوئے۔ ابتدائی سکھ دور حکومت بھی انارکی لے کر آیا مگر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زیر تخت گزرے انچاس سال نسبتاً ۱ امن وسکون کے تھے کیونکہ راجہ تمام عوام کے ساتھ یکساں سلوک کرتا تھا۔ اس کے دربار میں دینا ناتھ جیسا ہندو، فقیر خاندان کے مسلمان اور یورپی دعیسائی افسران کی بہتات تھی۔ یہ سب فنکاروں کی بہت پذیرائی کرتے۔ ایسا ماحول ثقافتی وضاعی ترقی کے لیے موزوں ترین ہوتا ہے چنانچہ دور ونزدیک کے ضائع کار لاہور آ کر بس گئے اور انہوں نے مقامی فنکاروں کے ساتھ مل کر لاتعداد فن پارے تخلیق کیے۔ فقیر خانہ میوزیم کے قدیم مخطوطات کے مطابق رنجیت سنگھ کے دور میں لاہور میں 200 سے زیادہ مصوری اور طباعت کے مراکز تھے جہاں سینکڑوں مصور و ہنرمند برسر روزگار تھے۔(11) عبدالرحمٰن چغتائی لکھتے ہیں، "انگریز دور سے قبل لاہور مصوروں سے بھرا ہوا تھا اور مقامی چتر کار ونقاش پورے شہر میں رہتے تھے"۔(12)

بہت سی کتب خوبصورت تصویر کشی، خطاطی اور نقاشی کے ساتھ چھپتی تھیں۔ انفرادی طور پر لوگ اپنے پورٹریٹ بنواتے اور شہر کی حویلیوں اور گھروں کی دیواروں پر مذہبی وسیاسی شخصیات کی تصویریں بنوائی جاتی تھیں۔ نکاح نامے اور دوسری اہم دستاویزات پر اعلیٰ پائے کی نقاش کی جاتی۔ ہاتھی دانت پر منی ایچر بنانا ایک عام بات تھی۔ عمارات کو کاشی کاری، نقاشی اور فریسکو ورک سے مزین کیا جاتا۔ اعلیٰ معیار کی ریشم، کھدر، پرنٹڈ کاٹن، ہتھیار، تلوار، ڈھالیں بنانے والے، لکڑی کا کام اور پیپتراڈیورا کرنے والے فنکار شہر کی اہم ضرورت تھے۔

1849 کے بعد شہر لاہور انگریز کے قبضے میں چلا گیا جنہوں نے اگرچہ شہر کی زیادہ تباہی تو نہ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلکہ بہت سی جدید تعلیمی، سیاسی و سماجی عمارات بنوائیں مگر انہوں نے مقامی ہنر وفن کو یک قلم مسترد کر دیا۔ یورپی طرز سوچ کو فروغ دیا گیا خصوصاً علم وفنون میں شہر کے قدیم طرز میں کام کرنے والوں کو بر طرح دھتکارا گیا۔ بیڈن پاول نے تو یہاں تک لکھا کہ مقامی مصوران اپنی آنکھ کا استعمال تک کرنا نہیں جانتے اور ان کا کام کمتر درجہ کا ہے(13) ان تمام حوصلہ شکن اقدامات کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے مقامی کرافٹ قدر دانی نہ ہونے کے باعث دم توڑ گئے ،مصوری مسترد کر دی گئی اور مقامی فن کے ساتھ ایسا تحقیر آمیز رویہ اختیار کیا گیا کہ جس کی بازگشت ہمیں آج بھی پاکستان کے علوم وفنون کے ایوانوں میں سنائی دیتی ہے۔ یہ شہر نہ صرف یہ کہ اپنے ہنر اور ہنر مندوں کو بھول گیا بلکہ وہ قدیم محلے اور کوچے بھی فراموش کر دیے گئے جو کبھی لاہور کی شان ہوا کرتے تھے۔

☆☆☆☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات

۱۔ بھولا ناتھ، لاہور شہر 1933) لاہور (ص 96-95

۲۔ کنول خالد، "فریسکو ان دی سہ درہ ایٹ لاہور فورٹ" مارگ ؛لاہور: پینٹنگز، میورلز اینڈ کیلیگرافی، ایڈیٹر باربرا شمٹز،) ممبئ: مارگ پبلیکیشنز (102 ص 708

۳۔ ایس پی سانگر، " دی پنجاب ٹیکسٹائلز ان دی سیوینٹینتھ سنچری" پنجاب ہسٹری کانفرنس ففتھ سیشن) مارچ 1970، (8-10،) پٹالہ: پنجاب ہسٹوریکل سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ، پنجاب یونیورسٹی (1972، ص 38

۴۔ شجاع الدین، " سیاسی اور ثقافتی تحریک، نقوش لاہور نامہ) لاہور: ادارہ فروغ اردو (1962 ص 111

۵۔ منشی محمد دین فوق، " عہد حکومت خالصہ " نقوش، لاہور نامہ، ص 370

۶۔ میں شکر گزار ہوں اپنے نقش سکول آف آرٹ، بازار حکیماں بھاٹی گیٹ، کے طلبا اور ان کے والدین اور بزرگوں کی جنھوں نے اندرون لاہور شہر کے کئی کوچوں اور محلوں کے ناموں اور مقامات کی نشاندہی کی۔

۷۔ www.sikh-heritage.co.uk بتاریخ 15 : ستمبر 2015

۸۔ آر۔ پی۔ سری وستوا، پنجاب پینٹنگ) نیو دہلی: ابھینیو پبلیکشنز (1983 ص 47

۹۔ نقشہ جات پنجاب آرکائیوز میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

۱۰۔ جاوید اقبال کارٹونسٹ سٹریٹ، ایم ایم عالم روڈ لاہور

۱۱۔ دستاویزات فقیر خانہ میوزیم آرکائیوز، بازار حکیماں بھاٹی گیٹ لاہور

۱۲۔ عبدالرحمٰن چغتائی، لاہور کا دبستان مصوری) مکتبہ جدید پریس، لاہور، جون (1955 ص 44

۱۳۔ بی۔ ایچ۔ بیڈن پاول، ہینڈ بک آف مینوفیکچررز اینڈ آرٹس آف دی پنجاب والیوم) II لاہور: پنجاب پرنٹنگ کمپنی (1876 ص 341)

© rasailojaraid.com